

بشارت دی کہ ایک بیٹا ہے تیرا
روں کا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فَسْبَحَانَ الَّذِي أَخْرَجَنَا مِنْ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انبار جو ہر جمعرات کو قادیان ارالدین الامان علیہ السلام

فاروق
عاجز
قاسم علیہ السلام



جلد اول باب ۲۱ - ۲۸ - شنبہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء مطبوعہ ۲۳ - نمبر ۱۶ - ستمبر ۲۸ - ۲۹

اے بُت خدا کے واسطے کچھ نہ بول تو
پیر وہاں نہیں کہ وہاں میں ہاں نہیں

موز حضرت اپنے کو اپنی سمجھ خراشی بہت کی ہے مگر کیا کیا جائے
مجھوری ہے۔ انسانوں سے میرا روئے سخن بجز اچھری بڑھان
کے جو کہ دارالامان سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت فضل عمر علیہ
ثانی ایدہ اللہ بفرہ کی میت سے مشرف ہیں اور کسی سے نہیں کہہ
فاروق کا بیڑی ہے اور اچھا فاروق پر۔ اسلئے مجھے اسوقت
تک کہ فاروق اپنے پاؤں پر بفضلہ تعالیٰ قائم نہ ہو جائے آپ
بار بار توجہ دلائی سخت ضرورت ہے آخر کبھی نہ کبھی تو آپ کو احساس
ہوگا۔ ایک نہ ایک دن تو آپ فاروق کی آواز پر کان لگا لیں گے
کوئی وقت ایسا آئیگا کہ آپ میری سمجھ خراشی سے اکتا کر مجھ کو اچھے
یا بُرے جوابے ممتاز فرما دیں گے ”نامہ قاسم“ کو اگر آپ نے
نا قابل التفات سمجھ خاموشی اختیار کی تو کیا فاروق بھی چپ
ہو جائیگا۔ وہ تو ضرور آپ کو یاد دلاتا رہیگا۔ فاروق کے لئے

خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے آپ کو کوئی ناقابل برداشت
مکلیف نہیں دی۔ آپ کے ناداجب کوئی مطالبہ نہیں کیا۔
صاف طور پر صحیح صحیح واقعات اور حالات پیش آمد و مع تمام
مفصل حساب کے سامنے رکھ کر صرف یہ مشورہ چاہا تھا کہ آیا آپ
پسند فرماتے ہیں کہ فاروق کو بند کر دیا جائے یا اس کو چند روزہ
کو دیا جائے یا ماہوار یا ہفتہ وار ہی رکھا جائے؟ اسکے لئے
جو میرے دل میں درد تھا اگر اتنا نہیں تو اسکا چھارم حصہ آپ کے
قلب پر بھی احساس ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ آپ جواب با صواب سے
اس طرح خاموشی اختیار فرماتے۔ آپ کا ضمیر اور کائناتیں آپ کو بقرار
کر دیتا جس سے مجھ کو ہرگز آپ زیادہ نہیں تو ایک پیسہ خرچ کر کے تو
ضرور کچھ نہ کچھ کہہ ہی دیتے۔ مگر حسرت اور افسوس ہے کہ آپ نے
ایک پیسہ بھی فاروق کے لئے خرچ کرنا اپنے لئے بار خاطر خیال
فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ وہ
خوش رہیں جنہوں نے مجھے خطوط اور مفید مفید مشورے
اور موصلاہ افزا تجویزیں لکھ کر ارسال فرمائی ہیں۔ پانچ ایڈیٹر
فاروق صدق دل سے ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

کاش کہ آپ کے دل میں بھی کبھی خیال آجائے اور آپ بھی کچھ نیک
و مشورہ دیں۔ جو خطوط اسوقت تک موصول ہوئے ہیں ان میں
سے کثیر حقے کا تو یہ مشورہ ہے کہ اخبار کی قیمت بجائے تین روپیہ
سالانہ کے چار روپیہ کر دی جائے کیونکہ کاغذ گراں ہے دیگر
اخراجات چھپائی وغیرہ بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور ایک رائے
بھی ایسی نہیں آئی جس میں یہ مشورہ دیا گیا ہو کہ اخبار کو بند کر دیا جائے
ان تمام جوابات کو پڑھ کر میں اضافہ قیمت کا بجز آپ کے کوئی فیصلہ
نہیں کر سکتا کہ جو احباب ازراہ ہمدردی و امداد اخبار شرح صدر
سے بجائے تین روپیہ سالانہ کے کچھ زیادہ چندہ عطا فرما پسنہ فرمادیں
وہ عطیہ سمجھ کر لیا جائے خواہ وہ چار روپیہ سالانہ دیں یا اس سے
بھی زیادہ۔ لیکن عام قیمت اگر چار روپیہ کر دی جائے تو ہمارے وہ
دوست جو کم استطاعت رکھتے ہیں یا اخبار کا خریدنا محض خاطر
نہ شوق سے منظور کرتے ہیں وہ سب کے سب آئندہ خریداری سے
دست بردار ہو جائیں گے۔ پس مناسب اور مفید طریق میرے فہم و
تجربہ کے مطابق یہی ہے کہ عام قیمت سالانہ تین روپیہ ہی رہے
ہاں جو چار روپیہ یا اس سے زیادہ عطا فرما نا چاہیں وہ فاروق

کے سرپرست اور مربی تصور ہوں۔ اور ان کے اسماء گرامی بذور شکر
درج اخبار کرانے جائیں۔ یہ تو سالانہ چندہ کے متعلق میری رائے ہے
رہی اخبار کے متعلق وہ یہ ہے کہ فاروق ہفتہ وار ہی خدا کے فضل
سے شائع ہوگا۔ اور کسی حالت میں درخواست میں دارالامان موجود
ہوں یا کسی دینی یا دنیاوی کام کیلئے قادیان سے باہر جاؤں
اخبار فاروق کی اشاعت بند نہ ہو بلکہ ہفتہ وار میری حاضری
غیر حاضری میں شائع ہوتا رہے۔ اور اس کے لئے سب سے اول تو میں
خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے مجھے ایسے
اسباب عطا فرمادے کہ فاروق ٹھیک وقت پر ہفتہ وار بلا روک
نکلتا رہے پھر آپ کے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تندرستی سے کوشش فرما کر
فاروق کی خریداری ایک ہزار تک کر دیں۔ یہ مشترکہ فرض میرا اور آپ کا
ہے۔ اگر ایک ہزار خریدار فاروق کا ہو جائے تو پھر اس کی تکلیف
آپ کو انشاء اللہ نہ ہوگی۔ آپ ایک ہزار خریدار دیں۔ اور یہ عاجز
ہفتہ وار اخبار آپ کے ہاتھوں میں پہنچاتا رہے۔
دیکھئے میں نے اپنی ہمت کے مطابق محض اس فرض کو اخبار
کی اشاعت بڑھے اور ایسا نہ ہو کہ فاروق بند ہو جائے ہر ایک
جدید اور قدیم خریدار کو ایک روپیہ کی کتابیں مفت دینے کا اعلان
کر دیا ہے۔ اور قیمت کے متعلق یہ آسانی رکھی ہے کہ کل سالانہ
چندہ اگر یکمشت کوئی دوست نہ دے سکے وہ ایک ایک روپیہ
کر کے باقسط عطا فرمادے۔ اسلئے گویر کام بڑھ جاتا ہے کہ بجائے
سال بھر میں ایک بار دی پی کر نیلے تین چار دفعہ دی پی بھیجنا پڑتا
ہے اور اس وقت تک خریداران کی بڑی تعداد وہی ہے جو ایک
ایک روپیہ کر کے چندہ عطا کرتے ہیں خیال فرمائیے کہ یکمشت
سال بھر کا چندہ وصول ہو جائے جس سے اخبار کی سالانہ ضرورت
کا غلہ وغیرہ کا بھی یکمشت انتظام ہو سکے اور کہاں سال میں تین
دفعہ ایک ایک روپیہ کر کے وصول ہوا اور تین ہی دفعہ اخبار کا سالانہ
کاغذ وغیرہ ہم پہنچایا جائے اور پھر ایسے زمانہ میں جبکہ کاغذ کی کچ
گرانی کچھ ہے تو کل کچھ دن بدن نرخ بڑھتا جاتا ہے کس قدر مشکل ہو
مگر میں نے اپنے لئے یہ سب تکالیف گوارا کر لیں۔ بشرطیکہ آپ بھی اپنے
لئے کچھ گوارا فرمائیں اس آسانی اور رزائی میں اگر ایک ہزار خریدار
قدیم و جدید ملکر پورے نہ ہوں تو فرمائیے کس کا قصور ہے اور پھر
کیا کیا جائے۔ اور نیز بار بار کے دی پی کرنے سے ایک اور آفت
آتی ہے کہ جب دی پی کر دیکھ نہ کچھ خریدار کم ہو جاتے ہیں جو
دی پی واپس کر دیتے ہیں جس سے ایک طرف خریداری میں
کمی ہو جاتی ہے اور دوسری طرف دی پی کی اخراجات ڈاک مالتی
مخارج جاتے اور نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ اور پھر سبقت

خریدار کم رہتے ہیں اس قدر جدید نرخ ہر چھ ماہ میں بھی پورے
نہیں ہوتے جس سے کمی پوری ہو جائے۔ یہ ایسی مثال ہے
جیسے کہ ایام قحط میں غلہ گھٹتا تو سیروں ہے مگر بڑھنے لگتا ہے
تو چھٹا تک چھٹا تک اور آدھ آدھ پاؤ بڑھتا ہے۔ یہی حال
اخبار کے خریداروں کا ہو سکتا ہے تو دہائی کے حساب سے ہیں اور بڑھتے
اکائی کی گنتی سے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اتنا خیال مجھے جدید خریدار
کے حصول کا نہیں ہے جس قدر خوف موجودہ خریداروں کے کم ہونیکا
ہے۔ کیونکہ سال اول کے تمام پرچے خدا فضل سے اس نمبر کے ساتھ
پوری ہو چکے ہیں۔ اب دوسرا سال فاروق کا دسمبر ۱۳۲۷ء سے
شروع ہوگا۔ اور پہلا پرچہ ہی سال دوم کا جلد خریداران قدیم
نام دی پی کیا جائیگا۔ پھر دیکھئے کہ کتنے بزرگ دی پی واپس
کرتے ہیں اور کتنے عدم پتہ ہو جاتے ہیں۔ جن کا پتہ لگانا سی آئی
ڈی کو بھی مشکل ہے۔ حالانکہ اس پرچہ میں خوب واضح کر کے یہ
نوٹس دیا گیا ہے کہ سال آئندہ کیلئے شروع دسمبر ۱۳۲۷ء کا
پرچہ دی پی ہوگا۔ جن خریداران کو آئندہ خریداری فاروق کی
منظور ہو وہ براہ مہربانی فاروق کا ڈیڑھ دو آنہ کا نقصان کر نیکی
بجائے صرف ایک پیسہ خرچ کر کے کارڈ لکھیں کہ ہم کو دی پی نہ کیا جائے
ہم خریداری فاروق کی منظور نہیں کرتے۔ مگر جن بھی خواہاں فاروق
کو ہی منظور ہے کہ وہ فاروق کو ہی نقصان پہنچائیں وہ اپنا ایک
پیسہ خرچ کرنا ہرگز پسند نہیں کریں گے۔ اب فرمائیے ایسی حالتیں کیا کیا
جائیں۔ بجز اسکے میری سمجھ میں اور کچھ نہیں آتا کہ اس دفعہ جو صاحب بلا غدر
معقول اور بغیر اطلاع دینے ایڈیٹر فاروق کے دی پی کو واپس کرینگے
انشاء اللہ انکو اسماء گرامی نہایت وضاحت کے ساتھ بذریعہ فاروق
دیگر ناظرین فاروق کیلئے شائع کر دوں گا۔ تاکہ انہیں کچھ وقعت آئے
اور شرم کریں۔ موجودہ خریدار اخبار کے قریب چار سو کے ہیں اگر براہ کرم
دسمبر دی قومی تمام موجودہ خریداران دی پی وصول کر لیں تو قابل شکر
ہونگے کیونکہ اس وقت فاروق کی حیات کو قائم رکھنا ضروری ہے نہ کہ
اسکو عدم آباد کو پہنچانیکے اسباب جمع کیے جا دیں۔ جو قوت فاروق
اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے اس وقت ایسے دوست جو دی پی واپس
کر نیلے بیٹے مجھوتے ہیں دی پی واپس کر سکتے ہیں۔ وہ وقت
فاروق کے واسطے چنداں ناگوار نہ ہوگا۔ الا اس وقت دی پی
واپس کرنا اپنی ہاتھوں فاروق کو بند کر نیکا موجب ہوگا۔
دوسری بات یہ ہے کہ موجودہ خریداران اگر دوسری بھی
ہمت کریں اور دو۔ دو جدید خریدار ایسے ہم پہنچائیں جو
نقد چندہ خواہ باقسط خواہ یکمشت اد ا فرمادیں تو ایک ہزار خریدار
سے بھی زیادہ کیس قدر اشاعت ہو سکتی ہے اور پھر ہر خریدار کو

انعامی کتب قیمت ایک روپیہ ۴ کی حسب مدارج خریداری مفت دی جائیگی
مگر میں جانتا ہوں کہ سب موجودہ خریدار ایسا نہیں کریں گے بعض تو
اپنی وجاہت کے سب سے پرواہ نہیں کرتے بعض ایسی پوزیشن رکھتے
ہیں کہ کسی کو خریداری اخبار کیلئے کتنا سنا اپنا نشان کے خلاف سمجھتے
ہیں اور بعض درحقیقت کسی کے واقف ہی نہیں ہوتے کہ اسکو اخبار کا
خریدار بنالیں اور بعض کے گاؤں یا شہر یا قصبہ میں کوئی دوسرا تعلیم یافتہ
اچھی نہیں ہوتا جسکو خریداری کیلئے ترغیب دیں۔ پس بہت ہی تھوڑے
ایسے نکلیں گے جو جدید خریدار دینے میں ہمت کریں۔ ہاں بعض ایسے
بھی ہیں جو نہ کسی کو خریداری کی تکلیف دینا اخبار کو ہی سوکھا جواب دینا
مناسب سمجھتی ہیں وہ اپنے پاس ایک آدھ اخبار کی قیمت ادا کر کے
لکھتی ہیں کہ کسی نام ایک اخبار جاری کر کے قیمت ہم وصول کر دے اسلئے
جو جہات بلا ایک ہزار خریدار کا پورا ہونا بھی مشکل نظر آتا ہے اگر غریبوں کی
جماعت بھی اس طرف توجہ نہ کرے تو پھر خدا ہی مالک ہے۔ صرف غریب ہی کثرت
ایسے ہیں جو ہمت کر جاتے اور دل میں درد رکھتے ہیں اور ہر تحریک پر
قدم بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت مندرجہ ذیل احباب نے جدید خریدار
عطا فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر بخشے۔ آمین
یہ سب جنہوں نے خریدار دیئے ہیں غریب ہیں امراء کا تو عالم ہی
جدا ہے انکی بلا سے کوئی جٹے یا کوئی مرے۔
فضل الرحمن صاحب ساہیوہ ۳۰ خریدار منشی عبدالکریم صاحب ملتان ۳۰ خریدار
چودھری غلام احمد صاحب پاکپٹن ۲ خریدار۔ بابو نوابین صاحب حیدر آباد سندھ
۳ خریدار۔ منشی رحمت اللہ صاحب سہنگول۔ ۲ خریدار۔ بابو
عبدالرحمن صاحب انبالہ۔ ۲ خریدار۔ چودھری نواب علی صاحب
پربھتی۔ ایک خریدار۔ حاجی علی محمد صاحب سیٹھ بنگلہ ویک خریدار
بطور خود۔ ۲ خریدار کل ۱۹ خریدار۔
اور احباب ذیل نے فاض چندہ سالانہ عطا فرمایا ہے
سیٹھ عبداللہ دین صاحب سندھ آباد ۷۵۔ بابو نوابین صاحب
حیدر آباد سندھ ۷۷۔ منشی ظفر حسن صاحب سر نالہ ۷۷۔ سید محمد شاہ
صاحب منشرد دفعہ اربعہ ۷۷۔ مولوی محمد علی صاحب سیٹھ ۷۷۔
مستری نور دین جموں ۷۷۔ منشی محمد قاسم صاحب لالہ موٹی ۷۷۔ مولوی
ابوالحسین صاحب دکن ۷۷۔ مولوی محمد امیر صاحب ڈیرہ گدھ ۷۷۔
اللہ تعالیٰ ان احباب کے مال ایمان میں اعلیٰ عیال میں برکت عطا فرمادی آمین
چونکہ کاغذ گراں ہے اور اخراجات طبع بھی زیادہ ہیں اور اخبار انشاء اللہ
ہفتہ وار نکالنا ہوا قیمت عام میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی
جلد خریداران کو انعامی کتابیں مفت دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ بنا بریں حالات
آئندہ فاروق کا سائز بجائے ۲۶x۲۰ کے ۲۲x۱۸ کیا گیا ہے اور ہفتہ وار
۸ صفحوں پر شائع ہوا اگر گنا تاکہ کچھ کوئی وقت ہفتہ وار کی اشاعت کو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مُحَمَّدٌ نَبِيُّ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اخبار فاروق قادیان

دارالامان - بابت ۲۱ ستمبر ۱۳۷۷ء

دار و ست

خواجہ در بند نقش ایوان است
 خانہ از پائست ویران است

تم آخر خدا کے بندے ہو۔ اس کی مخلوق ہو۔ ہر بات میں اسی کے حکم و محتاج ہو۔ اس سے تمہارا کوئی رشتہ نا طہ نہیں۔ وہ تمہارا تاج و پادشاہ نہیں۔ تمہاری خدائی کے شریک نہیں۔ افسر اعلیٰ نہیں۔ مختار کار یا اجارہ دار نہیں۔ اگر تم امکان بھرا سکی رضا جوئی میں کوشاں رہتے اور اپنی زندگی کو اس کے ادا و نواہی کے موافق گزارتے ہو تو بھی تمہارے حسن عمل کا ثمرہ حد درجہ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی رحیمی کو کام و فاکر آفات دینی سے محفوظ رکھے اور عقبیٰ میں تم مستحق نجات قرار پاؤ گے۔ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ دنیا کا عظیم الشان کارخانہ اور اسکے سارے نشیب و فراز تمہاری مرضی کے تحت کر دیئے جائیں۔ اس کی بے شمار حکمتوں اور مصالح کو کوئی خوب سمجھتا ہے تم تو اپنی ذات کے متعلق بھی اس چند روزہ زندگی کے تمام نفع و ضرر اور نیک و بد کو نہ کا حقد سمجھ سکتے نہ اپنی قدرت و اختیار رکھتے ہو۔ پھر یہ کیسا خیال باطل ہوگا اگر کوئی شخص محض معتقدات میں اصلاح کر کے باقی قسم قسم کی ضروریات اور ترقی و کامیابی کے لوازمات سے غافل ہو جائے اور یہ سمجھ لے کہ بس اب میں ہر معنی سے خدا کا معتد علیہ اور مشیر و مددگار بن گیا ہوں لہذا اب اسکے کل کام میری ہی خواہشات و توقعات کے ماتحت ہونگے ورنہ کوئی کام میرے خلاف منشاء کر کے کیا اسے اپنی خدائی میں خلل ڈالنا ہے؟ معاذ اللہ مستغفر اللہ

انسانی کاموں میں ہی دیکھ لو کہ اعلیٰ حکام اپنے ماتحت محکمات میں انہی لوگوں کو مامور کرتے ہیں جو جو ان کے جدا جدا صیغوں کے کام اور مصالحتوں کے واقف تجربہ کار ہوں۔ یہ نہیں ہوتا کہ سررشتہ تعلیم میں کسی اہلکار پولیس کو تعینات کر دیں یا انوار کی کمان پر ایک ماہر علم معذنیات کو اور میڈیکل خدمات کے لئے کسی تار بابو کو۔ خواہ یہ لوگ اپنے اپنے علم و فن میں کیسے ہی ہوشیار و قابل نہ ہوں۔

پھر یہ کہ انہی کا دوبار موقعہ اور وقت کے مناسب حال بھی ہوا کرتے ہیں۔ ایک خطہ یا ایک زمانہ میں ضرورت تو اس بات کی ہے کہ خدا پرست اور متقی و پرہیزگار انسان پیدا کیے جائیں جو ان اوصاف کا صحیح معنوں میں زندہ نمونہ بن کر دوسروں کے واسطے موجب ہدایت ہوں تاکہ حق پرستی و شہادہ تقویٰ اس سر زمین سے مٹنے نہ پائے۔ تو بھلا ایک قرین دانشوری ہو سکتا ہو کہ اس خطہ یا زمانہ میں ایسے وجوہ تیار کر دیئے جائیں جو علم و دوست یا عالی دماغ یا مدبر وغیرہ تو ہوں مگر اس کو ہر نایاب سے بالکل محروم دے خبر جیکے بغیر خلق اللہ غفلت و گمراہی کا شکار ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گرے کو ہے۔

فرض کیا کہ تم میں سیاست کا مادہ بھی ہے حصول اقتدار و اختیار کا شوق بھی۔ مگر وہ مجموعی اہمیت۔ عزت۔ اخلاقی جرات اور مال اندیشی کے ساتھ قوت فیصلہ و وجود نہیں جسکے بغیر خشک قانون اور ترا حکم بنی نوع کی بھی بچ در بچ الجھنوں کو سلجھاسکے یا انکے ضبط و انتظام کو خوبصورتی سے نباہ سکے تو یہ کیونکر مناسب اور موزون ہوگا کہ گورنمنٹ تمہیں کسی چھوٹے سے علاقہ کی بھی سرداری سونپ دے؟

یا یوں سمجھو کہ ایک بڑا بھاری جاگیردار یا رئیس عظم ہے اور بہت سے گاؤں اسکی ملکیت ہیں۔ اسکی اولاد بھی بہتیری ہے مگر ایک کے سوا سارے بیٹے بیدین گمراہ فاسق فاجر ہیں۔ لیکن وہ ایک بھی گودیندار و پرہیزگار ہو پر انتظامی قابلیت سے عاری۔ تو اس رئیس کو یہ کبھی پسند نہ ہوگا کہ ریاست کی باگ اسکے ہاتھ میں دیدے یا کسی چھوٹے سے گاؤں کا بھی انتظام اسکے سپرد کر دے۔ خواہ وہ اسکی نیک نیتی و سعادتمندی سے کتنا ہی خوش ہو۔ وہ ضروریات تو ان دوسرے بیٹوں ہی کو اپنی جاگیر کے انتظام میں ہاتھ بٹانے کے لئے شریک کرے گا یا غیروں میں سے مطلوبہ قابلیت کے

انتخاب دار ملازم رکھ کر انہیں اپنی جائداد کے انتظام کا اختیار دے گا۔

دین اور دنیا بظاہر بالکل جدا چیزیں ہیں مگر حقیقت ایک دوسرے سے بے تعلق نہیں۔ جتنی کہ اسلام میں تو دنیا کو آخرت کی کھیتی کہا گیا اور دین کی بھلائی مانگنے کے ساتھ ہی بلکہ اس سے بھی پہلے اپنی دنیوی بہتری طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ (باقی دارد)

اعمال مسلم

پچھلے مہینے کیلئے جو کمال روزانہ - ہفتہ وار - ماہوار - سالانہ تمام عمر میں ضروریات دین سے ہیں انکو ہم ناظرین فاروق کے لئے ذیل میں نہایت اختصار سے نقل کرتے ہیں امید ہے کہ اس سے ہمارے احباب بہت مستفید ہونگے اور مقدمہ و بھراوقات مجنبہ پر انکی بجا آدمی کی کوشش کرتے رہیں گے۔ واللہ التوفیق۔

رات دن کا عمل قرآن مجید و احادیث شریف

عمل روز شنب کے روزے دن نماز پنجگانہ ہے۔ اسکو اول وقت میں بعد طہارت وضو یا غسل واجب کے بر عایت ادب و سنن بخالانہ ہے اور نماز کو مسجد یا محلہ یا مسجد جامع میں باجماعت ادا کرنا ہے۔ صبح اول کی بڑی فضیلت ہے ایسا ہی اذان کہنے اور اسکا جواب دینے کی۔ لیکن عورتیں گھر کی مسجد میں نماز پڑھیں انکے لئے یہی افضل ہے مگر نماز عیدین میں عید گاہ جا کر شریک نماز ہوں۔ نماز فرض کو مسجد میں اور سنن و نوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے (۲) دوسرا عمل روزانہ یہ ہے کہ ہر روز کچھ صدقہ دے اگرچہ ایک گروہ پیاز کی ہو یا ایک نمک کی ڈلی یا دو روٹی یا دو پیسے یا جو توفیق ہو (۳) تیسرا عمل یہ ہے کہ ہر روز قرآن پاک میں سے کچھ تلاوت کرے زیادہ نہ ہو سکے تو ایک ہی رکوع پڑھ لیا کرے اور دیکھ کر پڑھے اور اگر با ترجمہ پڑھے تو اسکا احوال اثر زیادہ ہے اور یہ نور علی نور ہے۔ (۴) چوتھا عمل یہ ہے کہ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جقدر ہو سکے درود شریف پڑھے اسکا اجر بے حد بے حساب ہے۔ (۵) پانچواں عمل یہ ہے کہ کئی کئی عبادت کرے یا کسی کے جنازہ پر حاضر ہو۔ (۶) چھٹا عمل یہ ہے کہ جب مسجد میں جائے تہیۃ المسجد پڑھ کر بیٹھے۔

عمل ہفتہ ایسے نماز جمعہ ہے جو نفل نماز پنجگانہ کے فرض ہے اس نماز کے لئے اول سے مسجد

اطلاع، محمد لشہ کے اس پرچے کے ساتھ ہی فاروق کی جلد اول
تمام ہوئی ہے اور پہلا سال ختم ہو چکا۔ اب ستمبر ۱۹۸۷ء سے آٹھ ستمبر ۱۹۸۷ء
سال دوم کا پہلا نمبر شائع ہو گا۔ (ڈاٹیر)

کوفتیاہوں باقی دونوں آپس میں فیصلہ کر لیا، اپنے میں سوا ایک
اس کام کے لئے چن لیں اور جب تک آپس میں گفتگو کے کسی
نتیجہ پر نہ پہنچیں۔ اس بات کو فرض کر کے کہ مولوی محمد علی صاحب
اپنے ان دونوں ہنجیالوں سے علیحدہ مجھ سے گفتگو کرنا چاہتے
ہیں۔ میں انکے اعلان کا جواب دینے کی طرف توجہ نہ کرنا ہوا۔
مولوی صاحب موصوف اپنے جوش میں اس قدر بڑھ گئے
ہیں کہ انہوں نے اپنے اعلان کا ہیڈنگ "محمد مجتبیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کا انکار اور اس کا جواب" رکھا ہے یہ فقرہ جیسا دل
نکس اور دل سوز ہے۔ اس کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں
جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے بحث تو
اس بات میں ہے کہ اسمہ احمد دلی پیشگوئی کن چسپاں
ہوتی ہے اور یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد
ہے یا نہیں؟ اور ہیڈنگ یہ رکھا جاتا ہے کہ "احمد مجتبیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اور اس کا جواب" کیا اس
ہیڈنگ میں مجھے اور میرے ہنجیالوں کو رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا منکر نہیں قرار دیا گیا؟ کیا یہ درست ہے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو انجیل نہیں مانتے؟۔ یسے تو بار بار
لکھا ہے کہ صفت احمدیت کے لحاظ سے اور صفت ہی
قابل تعریف تھے ہوتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بڑے احمد ہیں پھر اس دعویٰ کی موجودگی میں یہ
ہیڈنگ کہا تک راستی پر مبنی ہے مولوی صاحب اس بات
کو یاد رکھیں کہ ایک دن موت کا پیالہ انکو پینا پڑیگا اور طریق
کلام خدا تعالیٰ کے سامنے پیش نہ جائے گا۔۔۔۔۔
..۔۔۔۔۔ آخر کچھ تو خدا تعالیٰ کے
خوف سے بھی کام لینا چاہیے۔ اس دیدہ دلیری کا انجام کبھی
اچھا نہ ہوگا۔ آپ جن شخص پر یہ حملہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ
کے فضل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر
محبت رکھتا ہے کہ اگر اس کا عشر عشر بھی آپ کو نصیب
ہوتا تو آپکی نگاہ اس دنیا سے اٹھ کر واحد و قہار خدا کی طرف
چلی جاتی اور یہ دنیا آپکی نگاہوں میں حقیر نظر آنے لگتی۔
اور آپ کے دل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے انوار کے
دردازے کھولے جاتے کہ اس قسم کی تحریرات کی آپ کو
کبھی جرات نہ ہوتی۔ محمد رسول اللہ میرے دل میں اور
میری آنکھوں میں اور میرے سر میں سمایا ہوا ہے اور مخلوق
میں سے مجھے اس کے برابر کوئی پیارا نہیں۔ اگر صبح و عوڈ
سے بھی مجھے پیار ہے تو ایسے کہ وہ اس کے خدام میں

سے ایک نام ہے اور اس کے پیادوں میں سے ایک پیارا ہے
بعد از خدا بعشق محمد محترم
گر کفر میں بود بخدا سخت کافرم
افسوس! کہ اپنے جوش میں اگر ایک ایسا حملہ مجھ پر اور میری
جماعت پر کیا ہے جس کا جواب میں نہیں دے سکتا بلکہ وہی
دیگا جو میرے دل کا حال جاننے والا ہے۔ اور جو میری اس محبت
سے اور اس عشق سے واقف ہے جو مجھے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہے اور اس ایمان سے آگاہ ہے جو مجھے
اسکی صداقت پر ہے۔

آپ کے اس ظالمانہ حملے کا جواب دینے کے بعد میں آپ کے
اعلان کی دوسری باتوں کا جواب دیتا ہوں۔ پیغام صلح کے
ایڈیٹر کی حثایت میں جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ میرے اعلان میں صاف لکھا ہے کہ میں علماء و فضلاء
کے سامنے اپنے دلائل سنانے کے لیے تیار ہوں ایسے شخص
کے لیے انعام بھی مقرر کرنے کے لیے.....
تیار ہوں جو میرے دلائل کا جواب دے اور قرآن کریم اور
احادیث صحیحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد ثابت کر دے
اور اگر نشانات احمد موعود کو آپ پر چسپاں کر دے اور
یہ ثابت کر دے کہ یہ پیشگوئی آپ کے اپنے وجود پر چسپاں
کی ہے تو میں اسے انعام دینے کے لیے تیار ہوں جس کا
صاف یہی مطلب ہے کہ علماء و فضلاء میں سے اگر کوئی ایسا
کرے ورنہ ہر ایک شخص اس کام کے لیے کھڑا ہو جائے
تو میں اس سے کہاں بحث کر سکتا ہوں۔ اس قدر وسعت
کو تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور جہاں تک میرا خیال
ہے آپ بھی ایڈیٹر پیغام کو علماء کے گردہ میں تو شامل
نہ کرتے ہونگے۔

آپ نے اپنے مضمون میں تعجب ظاہر کیا ہے کہ کبھی تو مسیحیوں
کے مقابلہ میں ہم کہا کرتے تھے کہ فارقلیط کی پیشگوئی
احمد مجتبیٰ کے آنے سے پوری ہوئی۔ لیکن اب مسلمان
کہلائیو والے لوگوں میں سے ایک گردہ ایسا کھڑا ہوتا ہے
”جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد ہونے سے انکار کرتا
ہو“ اس پیشگوئی کے ذات پاک نبوی کے حق میں ہونیے
انکار کرتا ہے۔ ”سنیئے تعجب آپ کا بالکل بیجا ہے اور اگر
آپ اپنی عادت دیرینہ کے مطابق جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح
اولؒ بار فرمایا کرتے تھے۔ طیش میں آکر اپنے گرد و پیش
کی سب چیزوں سے آنکھیں بند نہ کر لیتے تو آپ کو اس

تعجب کے اظہار کی ہرگز جرات نہ ہوتی۔ کیونکہ میں فارقلیطؑ کی
پیشگوئی کا مصداق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی
مانتا ہوں اور اس کا اعلان کر چکا ہوں جس لیکچر کا جواب
دینے کیلئے آپ کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی میں لکھا ہے
کہ فارقلیط سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ہی ہیں۔ پھر آپ کا ان واقعات کی موجودگی میں یہ کہنا
بلکہ مختلف اخبارات میں شائع کرنا کہ ”آج کس قدر روئے
کا مقام ہے کہ مسلمان کہلائیو والوں میں سے ایک گردہ
پیدا ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد ہونے
سے انکار کرتا ہو“ اس پیشگوئی کے ذات پاک نبوی کے
حق میں ہونے سے انکار کرتا ہے۔ کس طرح جائز ہو سکتا
ہے۔ دیکھئے مینے تو لکھا ہے ”سو اس کا جواب یہ ہے
کہ فارقلیط کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
متعلق ہی ہے۔ اور ہمارے نزدیک آپ ہی اس پیشگوئی
کے مصداق ہیں لیکن ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے
کہ اگر فارقلیط کے معنی احمد نہ کیے جائیں تو یہ پیشگوئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں نہیں ہوتی۔ بلکہ
ہمارے نزدیک ہر ماثی یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر چسپاں ہوتی ہے۔ اور جو لوگ فارقلیط کے
معنی احمد کے اس پیشگوئی کا مصداق رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں تو وہ اپنا پہلو کمر در بنا
ہیں کیونکہ احمد ترجمہ ”یکلیو طاس“ کا کیا جاتا ہو حلالہ
موجودہ یونانی نسخوں میں لفظ ”یکلیو طاس“ لکھا ہے
پس جبکہ وہ لفظ جیسے سے احمد کے معنی نکالے جاتے ہیں
موجودہ نامیل میں ہے ہی نہیں۔ اور پہلے زمانہ کے متعلق
بحث ہے کہ ایسا تھا یا نہیں تو ایسے لفظ پر استلال
کی بنیاد جبکہ اور شواہد اس کے ساتھ نہ ہوں نہایت کمزور
بات ہے۔“ انوار خلافت صفحہ ۲۵-۲۶-۲۷ اس عبارت
سے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط والی پیشگوئی کا مصداق
ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔

اگر آپ کہیں کہ ہمارا صرف یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد ہونے سے انکار کرنے
کا لازمی نتیجہ یہ نکلیں کہ فارقلیط والی پیشگوئی کا آپ کو
مصداق نہ قرار دیا جائے تو یہ دعویٰ بھی آپ کا باطل ہوگا
کیونکہ فارقلیط کا ترجمہ احمد کر کے اس پیشگوئی کو رسول کریم
پر چسپاں کرنا ایک کمزور پہلو ہے اور تباہی خلی شہادت

اسکی تائید میں نہیں اور فارقلیطؑ عمرانی لفظ ہے جس کے
معنی احمد کے نہیں۔ پس اس پیشگوئی کا اس سے
کوئی تعلق نہیں۔ یہ دونوں پیشگوئیاں الگ الگ ہیں۔
مسیح موعودؑ کی پیشگوئی انجیل میں فارقلیط والی پیشگوئی
کے علاوہ ہے اور اسمہ احمد والی پیشگوئی میں اسی
کی طرف اشارہ ہے۔ مولوی صاحب! مسیحیوں کی
طرف داری کرنے کا اعتراض ہم پر نہیں بلکہ آپ پر پڑتا ہے
مسیحیوں کو آپ کا احمد نام ہونے سے انکار
کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کبھی کس کتاب میں احمد لفظ آیا ہے
کہ وہ آپ کے اس نام سے بھرتے۔ ہاں محمد نام انکی
کتب میں موجود ہے اور اسکو مٹانے کی اتنی ناکام
کوشش بعض پیادری کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے
بعض نے مقرر ضمین نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل نام احمد تھا۔ محمد
مسلمانوں نے بعد میں بنا لیا ہے پس مولوی صاحب مسیح
محمد نام سے چڑتے ہیں نہ احمد نام سے۔ اور جو لوگ
اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا نام احمد رکھا گیا مہادوسروں پر اعتراض
کرتے ہیں کہ وہ مسیحیوں کی تائید کرتے ہیں۔ وہ دوسروں
کی صاف آنکھ میں تنکا دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔
لیکن اپنی آنکھ کا شہتیرا کو نظر نہیں آتا۔

ان متفرق اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ بعد میں مباخرہ کے
متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا جواب لکھتا ہوں اس کے
متعلق تین باتیں قابل تصفیہ ہیں۔ ۱۔ انعام ۲۔ شرا
۳۔ مضمون انعام کے متعلق۔ آپ نے تحریر کیا ہے
”ایک پیہ فی مربہ کے حساب پانچ لاکھ بنتا ہے مگر خیر دسہزاری
سہی لیکن یہ نہیں لکھا کہ یہ فی راس ٹیکس کی تعیین آپ نے
کمان سے نکالی ہے کیا میرے اعلان میں اس کا کہیں ذکر
انعام دینے والے میں ہوں اور انعام وہی ہو سکتا ہو جو میں
دے سکوں۔ آپ کی رضا اگر ہمیں مطلوب ہے تو صرف اس
بے کہ کیا اس سے قدر انعام پر آپ اس بحث میں
شامل ہونیکے لیے تیار ہیں یا نہیں ورنہ انعام کی تعیین تو
انعام دینے والے کی طاقت پر ہوگی حضرت مسیح موعودؑ
نے آخری انعام حشمہ معرفت میں مقرر کیا ہے (دوا و سوقت
آپ اپنے مریدوں کی تعداد پانچ لاکھ بتایا کرتے تھے بلکہ
آپ خود بھی ظاہر کرتے رہے) اور وہ دسہزار روپے کی

جائزہ دیا گیا۔ ہزار روپیہ نقد ہے۔ میں اس کا نصف آپ کے لئے مقرر کر سکتا ہوں۔ کیونکہ اس وقت کے بعد اس جائزہ کی قیمت بڑھ گئی ہے اور اصل جائزہ کے قریباً چوتھے حصے کا یہ مالک ہوں پس اگر آپ اس انعام پر رضامند ہوں تو میں اس کا اعلان کرتا ہوں دونوں انعامات میں سے جو چاہیں اسکے لئے میں انتظام کروں سب امور متعلقہ کے فیصلہ ہو جانے اور انکو تحریر میں آجائے۔ دونوں صورتوں میں سے جو آپ کو پسند ہو اس کا انتظام کر دیا جائیگا۔ اگر نقد پسند کریں تو پانچ سو روپیہ جس بنک میں کہیں جمع کر دیا دینگا۔ جائزہ ادائیگی تو اسکی تعیین کر کے اترانگہ کسی امین کے سپرد کر دینگا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نبی کے آئیں گے جو ان کے متعلق جو صاحب شریعت جدیدہ نہ ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبی ہوا ہو گفتگو ہو جائے اور اسکے لیے بھی میں پانچ سو روپیہ انعام مقرر کرتا ہوں۔ شرائط مباحثہ وہی ہونگی جو اس مباحثہ میں ہونگی۔ اور اس مباحثہ کے بعد اسکو رکھا جائیگا۔ تا ایسا نہ ہو کہ اسکے متعلق ضروری امور کا فیصلہ کرتے ہوئے اس پر کسی اور بحث میں بھی رکاوٹ پیدا ہو جائے۔

دوسرا امر قابل غور شرائط۔ بحث کا ہے اس کے متعلق مجھے یہ بات منظور ہے کہ دو پرچے اس مسئلہ کے متعلق لکھے جائیں۔ ایک پرچہ میں لکھوں اس مسئلہ کے ان پہلوؤں کے متعلق جن کا بار ثبوت مجھے ہے اور ایک پرچہ آپ لکھیں اس مسئلہ کے ان پہلوؤں کے متعلق جن کا ثبوت دینا آپ کے ذمہ ہے اور پہلے دن وہ دونوں پرچے باری باری سنا دیئے جائیں اور ایک ایک نقل ہر فریق دوسرے فریق کو دیدے پھر ہر فریق دوسرے فریق کا جواب لکھ کر لائے اور ایک دن وہ سنا دیئے جائیں اور پھر پہلے پرچے کی طرح ایک ایک مصدر نقل پھر ایک فریق دوسرے کو دیدے اور تیسرے اجلاس میں جواب لکھا ہو جائے۔ اس جواب الجواب کے پرچہ کے متعلق شرط ہوگی کہ اس میں کوئی نئی دلیل نہ دی جائے گی۔ بلکہ صرف فریق مخالف کے اعتراضات کا جواب ہوگا۔

یہ بھی مجھے منظور ہے کہ بحث کے فیصلہ کے لئے کچھ ثالث مقرر کیے جائیں جنکی تعداد تہ ہونی چاہیئے یا سات ہوں یا نو ہوں۔ سات بہتر ہیں دو آپ اپنے ہمتیالوں میں سے مقرر کریں اور دو میں اپنے ہمتیالوں میں سے

مقرر کر دینگا۔ اور تین آدمی غیر ایسے جائیں لیکن مجھے یہ بات کسی صورت سے بھی منظور نہیں کہ وہ غیر احمدیوں میں سے ایسے جائیں کیونکہ اس مسئلہ میں وہ بھی آپ کے ہم عقیدہ ہیں اور ان میں سے تین آدمی مقرر کر دینے کے یہ معنی ہونگے کہ پانچ آدمی آپ کی طرف سے ہوں اور دو ہماری طرف سے ہوں پس یہ صورت مجھے منظور نہیں جو غیر آدمی شامل کیے جائیں وہ ایسے ہو چاہئیں کہ جن کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں مثلاً ہندو یا یہودی یا سکھوں میں سے ہیں یہ نہیں کہنا کہ غیر احمدیوں میں قابل اعتبار آدمی نہیں ہیں۔ ضروری ہے لیکن چونکہ اس فیصلہ کا اثر خود ان کے مذہب پر پڑتا ہے اسلئے ان کے خیالات کا میلان ایک خاص طرف ہوگا۔ پس انکو فیصلہ کنندوں میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر صرف حضرت صاحب کی کتب سے بحث ہوتی تو بھی انکو حکم بنایا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اس صورت میں ہماری بحث کا اثر ان کے عقاید پر نہیں پڑ سکتا تھا۔ لیکن موجودہ بحث میں قرآن و حدیث دلائل کا ذکر ہونگے اور غیر احمدی جھوٹے کیلئے ایسی بحث میں اپنے عقاید کے خلاف فیصلہ دینا اگر ناممکن نہیں تو محال تو ضرور ہے پس دونوں فریقوں کے قائم مقاموں کے علاوہ باقی تین جج کسی ایسے مذہب میں سے ہوں گے جن کا اس مسئلہ کی دونوں صورتوں سے کوئی تعلق نہ ہو گا ان ججوں کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ جلسہ شروع ہونے سے پہلے اپنے مذہب کے مطابق حلف اٹھائیں کہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ دینگے اور فیصلہ میں صرف فریقین کے دلائل کا موازنہ کریں گے اور ان کے خیالات کا اس میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور فیصلہ لکھتے وقت بھی انکو اسی طرح قلمبندی کی جس طرح لعان کے متعلق قرآن کریم میں بیان ہے۔ اور اسی طرز پر قسم تحریر کر کے پھر فیصلہ لکھنا ہوگا۔ اور یہی طریق فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی مقرر فرمایا ہے۔ اسکے بغیر ہم ایک مذہبی مسئلہ کا فیصلہ جس میں ذرہ سی بے احتیاطی بعض لوگوں کے لئے موجب ابتلا ہو سکتی ہے چند آدمیوں کے ہاتھوں میں نہیں دے سکتے۔

شرائط مباحثہ میں سے ایک یہ بھی شرط ہوگی کہ دوسرے پرچے جو جواب لکھے ہونگے ان کے بعد جج دونوں فریق کو ان تمام ضروری امور کے متعلق جن کا جواب پرچہ جواب میں نہیں آیا لکھ کر دینگے اور اس میں دوسرے لوگ بھی انکو مدد دے سکتے ہیں۔ مجیب مجبور ہوگا کہ ان باتوں

کا جواب لکھ کر دے اور یہ جواب بھی پرچہ رقم کے فیصلہ کے طور پر جلسے میں سنائے جائیں گے۔ اور اسکے بعد جواب الجواب کا پرچہ لکھا جائیگا۔ گو اس طرح ممکن ہے بحث میں ایک دن بڑھ جائے لیکن اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ کسی فریق کو مصلحتاً ضروری مسائل پر سے خاموشی کے ساتھ گزر جانے کا موقع نہ ملے گا۔ اور بحث مکمل ہو جائیگی۔

مقام بحث کا فیصلہ بھی شرائط مباحثہ میں سے ہی سمجھنا چاہیئے۔ اسکے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو میرے اعلان سے ہرگز ثابت نہیں کہ یہ جلسہ قادیان سے باہر ہو کیونکہ انعام مقرر کرنے والا جس جگہ کا باشندہ ہو۔ وہی مقام بحث بھی سمجھا جائیگا۔ مگر چونکہ آپ شاید یہاں آنا پسند نہ کریں۔ میں مقام بحث امرتسر تجویز کرتا ہوں۔ جو کہ دونوں فریق کے لئے یکساں ہے کارروائی جلسہ کا مع فیصلہ جلال بلامزید نوٹوں کے شائع کیا جانا بھی مجھے منظور ہے۔

اجازت جلسہ کے لئے فریقین کو درخواست دینی ہوگی۔ داخلہ ٹکٹوں کے ذریعے ہوگا میرے نزدیک تین تین سو ٹکٹ کافی ہیں۔ ہر فریق اپنے اپنے ہمراہیوں کے امن کا ذمہ ادا ہوگا۔

تیسرا امر جو قابل تصفیہ ہے۔ وہ مضمون بحث ہے اسکے لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ چونکہ انعام دینے والا میں ہوں۔ موضوع بحث کا تجویز کرنا بھی میرا کام ہے کیونکہ انعام جس بات کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اگر اسکے علاوہ کسی اور بات پر بحث کی جائے۔ یا اسکے بعض حصص کو چھوڑ دیا جائے۔ تو انعام کا کوئی شخص حقدار نہیں رہتا۔ میں نے جن الفاظ میں انعام کا اعلان کیا ہے۔ انکو ذیل میں پھر نقل کرتا ہوں۔ ”حتیٰ کہ میں انعام رکھنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ اور اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے۔ اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت کر دے۔ کہ احمدؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا۔ نہ کہ صفت۔ اور یہ کہ جو نشانات احمد کے قرآن کریم میں آئے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقرر تاوان جو فریقین کو منظور ہو۔ دینے کے لئے تیار ہوں۔“ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ امور بحث مفصلہ ذیل ہیں:- میرے ذمہ ثابت کرنا ہے۔ کہ اسمہ احمد والی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔

فریق مخالف کے ذمہ۔

۱۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت کرنا کہ احمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا نہ کہ صفت۔
 ۲۔ جو نشانات قرآن کریم میں احمد موعود کے ہیں۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چپ پاں ہوتے ہیں۔
 ۳۔ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی اپنے اوپر چپ پاں فرمائی ہے۔

پس پہلے دونوں پرچے انہی امور کے متعلق ہونے چاہئیں۔ اور ان میں سے کوئی بات کم کرنے یا زیادہ کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی۔ آپ انہی الفاظ کو جو میرے اعلان میں ہیں شائع کر دیں۔ کہ میں اپنے گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں تو مضمون بحث کے متعلق بھی اور کوئی جھگڑا نہیں رہ جاتا۔

شکر پہ احباب

عاجز خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروقی ان سب دوستوں کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے فاروقی کے بقایا چندہ کے وی پی وصول فرما کر اس وقت فاروقی کی امداد کا ثواب حاصل کیا۔ بڑا ہم اندہ احسن انجمن۔
ضروری عرض۔ جن احباب کے نام بقایا چندہ کے وی پی پہنچو تھے انکو اگر دسمبر میں فاروقی کی وی پی بابت سال آئندہ کے لیے میں کچھ دقت ہو تو وہ خاکسار ایڈیٹر کو بذریعہ کارڈ اطلاع دیں کہ کب انکے نام وی پی کیا جاوے۔ کیونکہ اس وقت اخبار کی امداد کی سخت ضرورت ہے اگر وہ ایک روپیہ کی وی پی برائے چار ماہ آئندہ وصول فرمائیں گے تو دوسرے ثواب کے مستحق ہو گورنر جنکی اطلاع آجائیں گے انکے نام ہم دسمبر میں وی پی نہ کرینگے باقی کے نام صرف ایک ایک روپیہ کی وی پی انکی کتاب کا کر دیں گے۔ یہ بقایا کے وی پی وصول کنندگان کیلئے مخصوص ہے باقی سب کے نام وی پی ارسال ہوگا۔

اعلان ضروری

مکانات کے انتظام کے لیے۔ اور دیگر ضروری امور کیلئے۔ جلسہ پرکے والے ہمانوں کی تعداد کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب جلسہ پر تشریف لائے ہیں۔ وہ اپنی لکھن کے سکرٹری صاحب کو اپنا نام لکھا دیں۔ تا وہ ایک فہرست میں آئیو الے ہمانوں کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں۔ کہ انتظام میں سہولت ہو سکے۔ جہاں کوئی انجمن ہو۔ یا وہ کسی قریب کی انجمن میں اپنا نام درج کر اسکیں وہاں آئیو الے احباب براہ راست مجھے اطلاع دیں۔ جنہوں نے ہوا خاکسار ایڈیٹر نے منتظم مکانات از قادیان دارالامان خلیفہ گرداؤ

نبوت مسیح موعود

(از قاضی محمد یوسف صاحب پشاور)

مولوی محمد علیہ صاحب کے ایک خیال سے نبوت مسیح موعود پر ذیل کا مکالمہ سائل اور مجیب کی صورت میں لکھا گیا ہے۔
 سائل۔ آپ حضرت غلام احمد علیہ السلام کو نبی اللہ مانتے ہیں یا محدث۔

مجیب۔ خاکسار حضرت مسیح موعود کو ہیث سے نبی اللہ و رسول اللہ یقین کرتا ہے۔ اور ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے ہاں محدث حقیقی معنوں میں نبی نہیں ہوتا البتہ اسکو نبی کے بعض کلمات حاصل ہوتے ہیں۔

سائل۔ تو کیا آپ حضرت صاحب کو حضرت میرزا محمود احمد صاحب کی طرح حقیقی نبی جانتے ہیں۔

مجیب۔ نہ تو خاکسار حضرت صاحب کو حقیقی نبی جانتا ہے اور نہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب آنحضرتؐ کو حقیقی نبی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کی اصطلاح میں حقیقی نبی وہ ہے جس میں دو امور یکساں طور پر پائے جاتے ہوں۔ ایک تو یہ کہ وہ کسی الکتاب یعنی شریعت کا لانے والا ہو۔ اور دوم یہ کہ بلا توسط و اتباع حضرت محمد رسول اللہؐ نبی ہوا ہو۔ پس ان معنوں سے تو ہم حضرت صاحب کو حقیقی نبی ہرگز نہیں کہتے۔
 سائل۔ تو پھر آپ حضرت صاحب کو کیسا نبی اللہ جانتے ہیں۔

مجیب۔ ہم تو حضرت غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود ہمدی مہمود۔ جسکو سیدنا محمد رسول اللہؐ نے نبی اللہ کہا ہے۔ مانتے ہیں۔ آپ کوئی الکتاب یعنی شریعت جدید نہیں لائے۔ آپکی شریعت قرآن کریم ہے۔ آپ با اتباع سیدنا حضرت محمد رسول اللہؐ ظلی اور بروز نبی ہوئے آپ امت محمدیہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہیں۔ آپ قرآن کریم کے کامل پیرو ہیں۔ پس آپ امتی نبی اور ظلی اور بروز نبی رسول ہیں۔

سائل۔ نبی تو وہ ہوتا ہے۔ جو کسی دوسرے رسول کا امتی اور متبع نہ ہو۔ بلکہ خود مطلق ہوتا ہے۔ اور آپ مانتے ہیں کہ حضرت صاحب امتی اور متبع رسول ہیں۔ پس یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں صاف آیا ہے۔ ما ارسلنا من قبلك من رسول الا یطاع باذن اللہ۔ اور حضرت صاحبؑ ازالہ اوہام صفحہ ۶۹ پر بھی اسکی تصدیق فرمائی ہے۔

مجیب۔ اول تو یہ اصل قائم کرنا ہی غلط ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے رسول کا امتی یا متبع نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں صاف دارو ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی امت یا جماعت کے ہی ایک فرد تھے۔ جیسا کہ ان میں بہت کچھ براہیم سے ثابت ہے۔ پھر حضرت لوط علیہ السلام حضرت ہاریم کی امت یا جماعت کے ایک فرد تھے جیسا کہ خامن لہ صط سے واضح ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام جماعت و امت ابراہیم واسحق و یعقوب علیہم السلام میں سے جیسا کہ وابتحت ملۃ اباؤی ابراہیم واسحق و یعقوب سے ظاہر ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون کو کہتے ہیں ما منک اکلا تنبحنی پھر ایک نبی کو کہ رہے ہیں اخصیت امری کیا یہ سب امور اس امر کے ثبوت نہیں ہیں کہ اگر ایک نبی دوسرے نبی کا متبع ہو۔ تو اس سے اسکی کوئی کسر شان لازم نہیں آتی۔ اور نہ نبوت میں فرق آتا ہے۔ حالانکہ یہ سب رسول مطاع ہیں مگر بعض ان میں سے بعض کے متبع بھی ہیں۔

پھر حدیث میں آیا ہے کہ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حسنین ما دسحما الا انتاحی کہ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بھی زندہ ہوتے اور میرے زمانے کو پاتے تو ضرور میرے متبع ہوتے۔ یہ تو آپ مانتے ہیں کہ وہ خود مطاع ہو گزری ہیں پس وہ مطاع رسول کیونکہ حضرت محمد رسول اللہؐ کے متبع ہو سکتے ہیں کیا حضرت محمد رسول اللہؐ استقدر بھی نہ جانتے تھے کہ موسیٰ و عیسیٰ جو خود مطاع تھے اگر میرے زمانہ کو پاتے تو کیوں متبع ہو جاتے۔ کیا یہ اتباع انکے لیے موجب ترقی درجات ہوتا یا مزیل شان ہوتا۔ اگر مزیل شان ہوتا۔ تو کس جرم کے بدلے میں انکو یہ ذلت نصیب ہوتی۔ اور اگر ترقی درجات کا موجب ہوتا۔ تو حضرت صاحب کے لیے اتباع محمد رسول اللہؐ کیوں موجب عار اور حاج نبوت ہو گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بیشک ازالہ اوہام کے زمانہ میں پہلی بار تحریر فرمائی ہے لیکن بعد کے مزید علم اور معرفت کے ماتحت جو قول رب زدنی علما کے تحت میں لازمی ہے۔ آپ نے براہین احمدیہ حق پنجم میں صاف فرمایا ہے کہ نبی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔ دیکھو صفحہ ۳۸ کتاب براہین حصہ پنجم۔

پس خود حضرت صاحب ہی اپنے پہلے قول کے مصلح ہیں نہ کوئی اور۔ اور اس طرح قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور خود مسیح موعودؑ ہمارے مؤید ہیں نہ آپ کے۔ ہاں نبی اپنی جماعت کیلئے مطاع ہوتا ہے۔

مسائل۔ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہدایت لاوے۔ اور اس ہدایت پر لوگوں کو چلاوے۔ جیسا کہ واجتبیہم وھدینہم الی صراط مستقیم سے ظاہر ہے۔ مگر چونکہ ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور تکمیل ہدایت ہو چکی ہے۔ لہذا کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

مجیب۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہدایت بمعنی شریعت اور دین ہے تو وہ تو ایوم اکملت لکم دینکم سے واضح ہے کہ تکمیل دین و ہدایت ہو چکی ہے۔ اور ان معنوں میں کوئی نئی بات نہیں آسکتی لہذا ان معنوں میں کوئی شخص نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ جو نئی ہدایت یعنی شریعت یا نیا دین لاوے اور اگر ہدایت کے معنی ہیں (۱) راہ دکھانے کے علم (۲) تسلی دینے کے علم (۳) ایمان قوی کرانیکے علم (۴) دشمن پر رحمت پوری کرنے کے علم تو حضرت مسیح موعود کو دعویٰ ہے کہ میں ان علوم کے ساتھ اور اس ہدایت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل عالم کیواسطے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور تریاق القلوب صفحہ ۳۲ پر اس کو خوب واضح کیا ہے۔ اسکے علاوہ حضرت صاحب کا ایک الہام ہے ہوالذی ارسل رسولہ بالہک

پس آپ اس معیار سے بھی رسول اور نبی ہیں۔

سائل۔ نبی تو وہ ہوتا ہے جسکو کتاب ملے۔ چنانچہ اولیٰک اتینہم الکتاب والحکم والنبوۃ سے ثابت ہے مگر حضرت صاحب فرماتے ہیں مع من یتم رسول ینادوہ کام۔ اب اس صاحب کتاب رسول ہونیسے انکار ہے۔

مجیب۔ اول تو یہ امر غلط ہے کہ ہر رسول کتاب لاتا ہے اور صاحب کتاب ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء بنی اسرائیل میں صرف حضرت موسیٰ کو صاحب کتاب کیا ہے اتینہم موسیٰ الکتاب من قبلہ کتاب موسیٰ امامنا انا سمعنا کتابا انزل بعد من کتاب موسیٰ۔ فی صحف ابراہیم وموسیٰ۔ مگر باقی انبیاء کے بعد صرف یہ فرمایا کہ وقفینا من بعدہ بالرسول۔ اور پھر فرمایا کہ انا انزلنا التورۃ فیہا حکم اللہ اور آگے چلکر یہ بتایا کہ ویحکم بہا النبیین۔ اگر یہ سب رسول صاحب کتاب تھے۔ تو کیوں اپنی کتاب کو چھوڑ کر امت موسویہ کے فیصلے بموجب توریت کرتے تھے۔ انکی کتاب کس مرض کی دوا تھی؟ اور اگر وہ اپنی کتاب پر فیصلے دیتے تھے تو پھر قرآن کریم کی اس آیت کے کیا معنی ہیں؟

اگر کہو کہ حضرت ہارون صاحب کتاب تھے۔ اور اتینہما الکتاب المستبینین پیش کر دے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ تمام

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کی الگ کتاب کا کوئی ذکر نہیں۔ تمام قرآن کریم میں حضرت ہارون کو براہ راست کوئی حکم انکی الگ نہیں ملا۔ جس میں حضرت موسیٰ اسکے ساتھ مخاطب ہو۔ جہاں کوئی مخاطب ہے وہاں یا تو حضرت موسیٰ تنہا مخاطب ہے یا حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ شامل مخاطب ہے پس معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لئے شایع رسول اور صاحب کتاب صرف حضرت موسیٰ ہے۔ حضرت ہارون نہ تھے۔ حضرت ہارون صرف اس شریعت کی فصاحت کے ساتھ تبلیغ کے لئے مقرر تھے۔ جو کام حضرت موسیٰ خود نہ کر سکتے تھے۔ اگر اس آیت میں اتینہما الکتاب آیا ہے۔ تو اسکے معنی صرف اس قدر ہیں کہ حضرت موسیٰ کو براہ راست بلا واسطہ اور حضرت ہارون کو بلا واسطہ کیونکہ جسوقت نزول توریت ہو رہا تھا۔ اسوقت کو ہر طور پر صرف حضرت موسیٰ لگے تھے اور حضرت ہارون قوم میں خلافت کا کام بجالا رہے تھے۔

جیسا کہ حضرت ہارون کو کتاب ملنا آیا ہے۔ اس طرح تو تمام بنی اسرائیل کے حق میں آیا ہے کہ اتینہما بنی اسرائیل الکتاب حالانکہ اسرائیل کی اولاد کا ہر فرد صاحب کتاب نہ تھا۔

اگر آپکی پیش کردہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سب صاحب کتاب ہوتے ہیں۔ اور آپکے معنی اور استدلال درست تسلیم کر لیا جاوے تو آپکے قاعدہ کے بموجب کیوں کہ بنی اسرائیل کی اولاد کے سب فرد صاحب کتاب تھے۔ کیونکہ آپ کی پیش کردہ آیت میں اگر لازمی ہے کہ اتینہم الکتاب ہر رسول لیا جاوے تو اتینہما بنی اسرائیل الکتاب کے ہر فرد امت موسویہ لیا جاوے پس درحقیقت دونوں معنی غلط ہیں نہ ہر رسول صاحب کتاب ہوتا ہے اور نہ ہر فرد امت موسویہ کا صاحب کتاب ہے۔ پہلی آیت میں صرف اس قدر ہے ان رسولوں میں سے بعض صاحب کتاب تھے۔ اور اسرائیل کی اولاد میں سے بعض صاحب کتاب تھے پس جسکی تصریح خدا تعالیٰ نے دوسرے مقام میں کر دی ہو اسکو صاحب کتاب کہیں گے۔ ورنہ نہیں۔

آپکی پیش کردہ آیت میں تین امور ہیں۔ الکتاب۔ الحکم۔ النبوۃ۔ ہر رسول صاحب النبوۃ تو ضرور ہوتا ہے۔ یا مرسد بین الفرقین ہے۔ لیکن ہر رسول صاحب حکمت ہوتا ہے یا صاحب الکتاب ہوتا ہے۔ یہ امر آپکے ذمہ ہے کہ ہر رسول کے لئے ثابت کریں۔

خود عقل بھی اس امر کو غور و تدبیر سے ایک زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ ہو۔ حضرت لوطؑ ہو۔ حضرت اسمعیلؑ ہو۔ حضرت اسحقؑ ہو۔

حضرت یعقوبؑ اور پانچوں کے پاس الگ الگ کتاب ہو۔ ایک ہی گھر میں ایک ہی ملک میں۔ ایک ہی زمانہ میں۔ لوگ کس کس کی کتاب کو مانیں؟ چند دن گزرنے میں آدمی تو حضرت یعقوبؑ کے پاس الگ کتاب ہو۔ حضرت یوسفؑ کے پاس الگ کتاب ہو۔ دونوں ایک وقت میں ہوں۔ کونسی کتاب منوائیں؟ اسی طرح وہ انبیاء خیال کر لو جو ایک وقت ایک قوم ایک ایک ملک میں دو دو تین تین ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں۔ صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے۔ دیکھو اخبار بر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء ونیز شہادۃ القرآن۔

پس قاعدہ غلط ہے کہ نبی کے لئے کتاب کا لازمی شرط علاوہ ہر فرد کے قرآن کریم ایک مکمل شریعت بھی کتاب کہلاتی ہے جیسا کہ توریت کو قرآن کریم کو الکتاب کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ کتاب موسیٰ۔ یا ذلک الکتاب آیا ہے اور ایک دوسرے کے خط کو بھی کتاب کہا گیا ہے جیسا کہ حضرت سلیمانؑ کا خط بنام ملکہ سبا تھا۔ انہ من سلیمان انہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان لا تعلوا علی وایقونی مسلمان سے واضح ہے اور اسکے بارے میں ہر فرد کو کہا جاتا ہے اذہب کتابی ہذا۔ پس اگرچہ قرآن کریم کے بعد کسی دوسری کتاب کی تاقیامت ضرورت نہیں کیونکہ شریعت تکمیل پا چکی ہے حضرت صاحب کے الہامات میں یہ الہام بار بار آیا ہے حمہ تلك ایۃ الکتاب المبین یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة۔ وغیرہ پس یوں تو حضرت صاحب بھی صاحب کتاب ہیں اگر حضرت سلیمانؑ کے دوسرے والے خط کو کتاب کہتے ہو تو حضرت صاحب کے سیکڑوں الہامات کے مجموعہ کو کیا کہو گے۔ کیا وہ کتاب نہیں اور اس میں تمام وحی اللہ نہیں؟

پس اول تو کتاب لانے کا قاعدہ ہی غلط ہے۔ اور اگر صحیح فرض کر لیا جاوے تو بھی حضرت صاحب صاحب کتاب بھی ہیں۔ دونوں صورتیں آپکی صداقت پر گواہ ہیں۔

سائل۔ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لاوے اور یا سابقہ شریعت میں کمی بیشی کرے حضرت صاحب میں چونکہ یہ باتیں نہیں پائی جاتیں لہذا آپ رسول نہیں۔

مجیب۔ اول تو قرآن کریم سے کوئی دلیل دینی چاہیے کہ شریعت لانا ہر نبی کیلئے ضروری ہے یا شریعت سابقہ میں ترمیم و تفسیح

کرنا ضروری ہے۔ اور جب تک پیام قرآن کریم سے ثابت نہ ہو اس وقت تک نبی میں یہ شرائط پایا جانا ضروری نہیں۔ دوم قرآن کریم کے حرف استدلال ثابت ہوتا ہے کہ شارع نبی صرف حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام جن کے صحف اور کتاب یعنی شریعت کا ثبوت اس آیت میں ہے۔ ان ہذا یعنی صحف الاولیٰ صحف ابراہیم و موسیٰ یعنی قرآن کریم کی طرح شریعت صرف حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے صحف میں تھی اور وہ صرف اپنی اپنی امت کیلئے مکمل تھی اور کل عالم کے لیے غیر مکمل تھی۔ اور شریعت قرآن کریم کے عالم کیلئے مکمل ہے۔ ہاں اشارۃ النقص سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام بھی ضرورت کے مطابق شریعت کے مالک تھے۔ مگر حضرت آدم سے حضرت نوح کے زمانہ تک جس قدر نبی ہوئے وہ غادم و مبلغ شریعت آدم تھے۔ اور حضرت نوح کے بعد جس قدر نبی ہوئے وہ حضرت نوح کی شریعت کے مجدد تھے۔ اور حضرت ابراہیم سے بعد حضرت موسیٰ تک شریعت ابراہیم کے مجدد تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بعد جس قدر نبی ہوئے نزول قرآن کریم کے زمانہ تک وہ مجدد و مبلغ شریعت موسیٰ تھے۔ اور امت موسیٰ کے تنازعہات دینی و دنیوی کے فیصلے بموجب شریعت شریف دیتے تھے۔ بحکمہ بھا النبیون اس امر کا شاہد عادل ہے۔ اگر ان انبیاء کے پاس الگ شریعت تھی یا ضرورت زمانہ کے مطابق توریث کی ترمیم و تنسیخ کر چکے تھے۔ تو بحکم بھا کا لفظ اس پر صادق کیونکر آسکتا ہے۔ جس کے صاف معنی ہیں کہ ان تمام نبیوں کے محاکم صرف توریث پر مبنی ہوتے تھے۔ ہاں کی ضمیر صرف توریث کی طرف زاج ہے نہ کہ انکی کسی ذاتی کتاب یا شریعت کی طرف۔ اور اگر انکے پاس کوئی الگ شریعت تھی تو پھر بحکمہ بھا النبیون میں ہا کی ضمیر نہ ہونی چاہیے۔ علاوہ بریں اگر انکے پاس الگ شریعت بھی تھی اور محض توریث کے ذریعے فیصلے دیتے تھے۔ تو وہ کس دن کیلئے ملی تھی۔ اور اگر دونوں کو ملا کر انکے ذریعے فیصلے دیتے تھے۔ تو ہا کا لفظ اجازت نہیں دیتا۔ وہ صرف توریث کا اظہار کر رہا ہے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد کوئی مکمل یا جزوی شریعت زمانہ قرآن کریم تک امت موسویہ میں کسی نبی پر نازل نہ ہوئی تھی وہ صرف توریث شریف کے مبلغ اور صرف اسی پر فیصلے دیتے و ملتے تھے۔

حضرت مسیح نامری علیہ السلام کو بھی بعض لوگ صاحب شریعت کہتے ہیں مگر اول تو قرآن کریم انکو ہرگز شارع

رسول قرار نہیں دیتا۔ برہنہ آیات آج انکے صاحب شریعت ہونے کی پیش کی جاتی ہیں اول تو خود انپر کئی بار بحث ہو چکی ہے کہ وہ ہرگز نہ کو صاحب شریعت نبی ثابت نہیں کرتیں حضرت نور الدین عظیم کے درس کے نوٹ ملاحظہ ہوں۔ اور خود دیہوی اور عیسائی دونوں انکو کسی الگ شریعت کا لابیو الا نہیں جانتے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جب لارڈ بشپ ڈاکٹر لینفرائے سے دریافت کیا تو اسنے یہی تحریر کر کے دیا کہ ہم عیسائی حضرت مسیح کو حضرت موسیٰ کی طرح شارع رسول نہیں جانتے۔ بلکہ عیسائی شریعت اور اسکی پابندی کو لعنت کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ خود حضرت مسیح نامری کو شارع رسول نہیں جانتے۔ پس وہ بھی شارع رسول نہیں۔

مزید براں حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کیلئے ضروری نہیں کہ وہ شریعت لایے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ دیکھو براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۲۸ سائل۔ نبی وہ ہوتا ہے جسکی وحی نماز میں پڑھی جاسکے حضرت صاحب کی وحی نماز میں پڑھی نہیں جاسکتی۔ اسلیئے آپ نبی نہیں۔

مجیب۔ سبحان اللہ کیا ہی خانہ زاد اصل ہے حضرت ذرا فرمائیے تو سہی۔ کہ یہ اصل کہاں سے تجویز کر لیا ہے۔ کیا قرآن کریم میں یہ قاعدہ آیا ہے۔ یا کسی صحیح حدیث میں پڑھا ہے۔ ذرا وہ ثبوت پیش تو کیا ہوتا جب اصل بھی بے بنیاد ہو تو اسکے ذریعہ سے اعتراض بھی بنا الباطل علی الباطل ہے مگر خیر ہم اسکو تسلیم کر لیتے ہیں اور اب جواب سنو۔ چونکہ نماز مرد و جد جو تعامل سے چلی آئی ہے۔ اسکو مد نظر رکھا ہے۔ اسلیئے یہ اعتراض بطور اصل بنایا ہے۔ مگر سب سے اول آپ کے دریافت طلب ہے۔ کیا کل نماز جو آپ تکمیر نیت سے سلام پھیرنے تک ادا کرتے ہیں۔ یہ تمام کی تمام وحی اللہ ہے۔ یا اس میں کچھ وحی اللہ یعنی قرآن کریم کا کچھ حصہ ہے اور کچھ احادیث نبویہ کا حصہ ہے۔

اگر کل کی کل وحی اللہ کو تو قرآن سے کل نماز ثابت اور اگر کل کی کل نہیں تو معلوم ہوا کہ بعض حصہ احادیث نبویہ کا بھی ہے۔ پس اگر قطعی احادیث سے آپ کی نماز ہو جاتی ہو تو یقینی اور قطعی کلام اللہ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی وحی اگر نماز میں کسی موقع پر بطور کتاب اللہ پڑھی جاوے تو کیوں ناجائز ہے۔ اسکے لیے کیا دلیل ہے۔ اور اگر ہو جاتی ہے۔ تو آپ کا اعتراض جاتا رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر مریدوں کو فرمایا کرتے کہ

وہ لوگ اپنی زبانوں میں پھر مادی زبان میں بھی دعائیں مانگیں۔ پس ذرا یہ تو بتادیں کہ اگر ہماری مادی زبانوں میں ہمارے خود ساختہ دعائیں کلمات کی نماز ہو جاتی ہو۔ اور باتیں نہیں ہو جاتی۔ تو حضرت صاحب کے اہمات میں سے بعض کو نماز کے کسی حصہ میں پڑھ لینے سے نماز کیونکر باطل ہو جاتی ہے۔ یا عبادت نہیں ہو سکتی۔ اسکے لیے کیا دلیل ہے۔ اگر آپ مقصود یہ ہے کہ ہماری قرأت میں ہم اہمات حضرت مسیح موعودؑ پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔ تو اول سوال یہ ہے کہ کیا عبادت صرف ہماری قرأت کا نام ہے یا کل ارکان کا۔ اگر کل ارکان کا ہو تو ہماری قرأت صرف ایک حصہ ہے۔ تو اگر ہماری قرأت میں وحی اللہ نازل الی مسیح موعودؑ نہ پڑھی گئی تو جس دوسرے حصہ نماز میں پڑھ لے وہ بھی نماز کا ہی حصہ ہے۔ پس عبادت سے وہ حصہ کیونکر خارج ہے۔

علاوہ بریں ہماری قرأت اگر نماز کا ضروری حصہ ہے۔ تو کیا جن نمازوں میں ہر نہیں تو کیا وہ نماز نماز ہی نہیں۔ اگر نماز خفی بھی نماز ہے۔ تو اگر قرأت خفی میں بعد از سورہ فاتحہ تلاوت اہمات مسیح موعودؑ نہ کیا اور قرآن کریم کو مقدم کر لیا اور ہونا بھی چاہیے۔ اور بعد از قرأت قرآن کسی دوسرے موقع پر بعض اہمات پڑھ لیے تو کیا وہ حصہ نماز نماز نہ کہلائیگی۔

اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ ہم وحی اللہ نازل بر مسیح موعودؑ کو سورۃ فاتحہ اور قرأت کے مقام پر نہیں پڑھ سکتے ہیں یعنی یہ کہ ہم سورۃ فاتحہ ترک کر دیں اور صرف وحی اللہ نازل بر مسیح موعودؑ پر ہی اکتفا کریں۔ تو آپ کے دریافت کرتے ہیں کیا آپ کسی نماز میں ترک سورۃ فاتحہ کر کے قرآن کریم کی کوئی دوسری سورۃ اسکے عوض میں تلاوت کر کے نماز کو مکمل کر سکتے ہیں۔ پس جواب آپ کو ہے وہی جواب ہمارا۔

مزید براں آپ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ وغیرہم انبیاء علیہم السلام کو بھی تو ضرور نبی اور برحق رسول جانتے ہیں انکی وحی کو خدا تعالیٰ کا کلام قطعی اور یقینی جانتے ہیں پس جو حصہ انکی وحی کا آپ کے نزدیک مصدق قرآن ہے اور مکتب یا متعاضض نہیں تو وہ حصہ آپ سورۃ فاتحہ کی بجائے کیا قرأت ہماری میں پڑھ سکتے ہیں۔ پس اگر نہیں تو آپ کیا کہنا غلط ہے کہ نبی وہ ہے جس کی وحی عبادت میں پڑھی جاسکے کیونکہ یا تو آپ لوگ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو نبی نہیں جانتے۔ اسلیئے انکی اس وحی کو جو مصدق قرآن ہے اور مکتب و متعاضض قرآن نہیں اپنی عبادت میں پڑھ نہیں

اور نہ پڑھتے ہیں۔ اور اگر آپ جانتے ہیں۔ تو کسی دن ایسا کر کے دکھادیں۔ تو پھر ہم مان لینگے کہ واقعی جس کو آپ نبی مانا کرتے ہیں۔ اس کی اس وحی کو جو مصدقہ قرآن ہو۔ مکذب اور متعارض نہ ہو تو آپ عبادت میں پڑھ بھی لیا کرتے ہیں۔

اور اگر ایسا نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ تو آپ ایسی بات کہتے ہیں۔ جسکے آپ خود بھی قائل نہیں۔

اسکے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایام حیات میں خاکسار نے خود بہت ساری ایسی نمازیں حضرت مولوی عبدالمکریم مرحوم کے اقتداء میں بمعیت مسیح موعودؑ ادا کی ہیں۔ جن میں جہر کے ساتھ حضرت مولوی صاحب مخدوم الملک مرحوم حضرت صاحب کے یہ الہام ربی کل شیء خیراً ملک رب فاحفظ ظنی و انفسی فی حق حجتی قنوت میں پڑھا کرتے۔ تو اس وقت تو انکو حضرت صاحب نے خود روکا کہ میں تو نبی نہیں آپ کیوں میرے امامات کو قنوت میں پڑھتے ہیں۔ اور نہ حضرت نور الدین اعظمؒ کا کہ آپ خلاف کر رہے ہیں۔ اور نہ مولوی محمد علی صاحب جو اصل موجد اس اعتراض کا ہے کبھی جرات کی اور نہ خواجہ لال الدین نے کسی کے کان میں سرگوشی کی کہ مولوی عبدالمکریم مرحوم حضرت صاحب کے امامات عبادت میں پڑھتے ہیں بلکہ جب حضرت صاحب نبی نہیں تو آپ کے امامات عبادت میں کیوں بلند آواز سے پڑھے جاتے ہیں۔ اور نہ اس وقت یہ اصل یاد تھا۔ اگر یاد آیا تو آپ آیا۔

حضرت مولوی عبدالمکریم صاحب نے تو ہمارے حق میں ڈگری دیدی کہ حضرت صاحب ضرور نبی تھے۔ جبکہ وہ انکو امامات کو دعاؤں میں بلند آواز سے عین نماز میں پڑھا کرتے۔ اور حضرت صاحب نے خود اور حضرت نور الدین اعظمؒ اور آپ کے امیر اور خواجہ صاحب نے خاموشی سے تصدیق کر دی۔ پس اب اعتراض محض ہٹا دیا ہے۔ یا کہ وہ کہ قنوت عبادت کا جزو نہیں وہ جس قدر نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ سب اکارت گئیں۔ اسے تعصب تیرا ستیا ناس۔

اب حضرت۔ اگر ظنی احادیث جو عبادت اسلامیہ کا جزو اعظم ہیں۔ سے نماز ہو جاتی ہے تو اگر اسکے کسی حصہ میں حضرت صاحب کے بعض امامات میں سے کوئی شخص پڑھے لے تو کیونکر ناجائز ہو۔ اور ہے انھوں نے تو حضرت صاحب کے حکم سے اپنی مادری زبان میں اپنی خود ساختہ دعائیں پڑھ سکتے ہیں ان سے کیوں نماز باطل نہیں ہوتی۔

اور جس موقع اور محل پر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اس قرآن کریم کی دوسری سورۃ بھی بطور قائم مقام

فاتحہ کام نہیں دے سکتی۔ اور جہاں سنت رسول اللہ صلعم سے قرأت قرآن کریم کا پڑھنا آیا ہے وہاں ہی پڑھا جاوے گا۔ اور جہاں ہمدود دوسری ظنی احادیث پڑھنے کی اجازت ہے وہاں وہ۔ اور جہاں ہی موزون خیال کریں وہاں حضرت صاحب کے بعض الہامات پڑھ سکتے ہیں اور اسکے علاوہ اپنی مادری زبان میں دعائیں بھی۔

مگر آپ جنگو قطعی اور یقینی نبی جانتے ہیں آپ انکی کسی صحیح ثابت شدہ وحی کو بھی قرآن کریم کے قائم مقام ہرگز نہیں تلاوت کر سکتے۔ اور نہ سورۃ فاتحہ کے عوض میں قرآن کریم کی ہی دوسری سورۃ پڑھ سکتے ہیں۔

عجبتہ میں راجشمے باید نخست (باقی داروں درخواست دعا۔ شیخ غلام نبی صاحب مقیم کلکتہ بیاری صحت کے لئے احباب دعا ملتی ہیں احباب عافہ ما دیں اللہ انکو صحت بخشے۔ آمین۔)

خریداران فاروق کو ضروری اطلاع

الحمد للہ کہ فاروق کا سال اول اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی مجھے توفیق ملی کہ میں نے بقایا نمبر جو دو ماہ اگست و ستمبر ۱۹۱۷ء کے میرے ذمہ خریداران کے واجب تھے پورے کر دیئے فاروق ۷۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے جاری ہوا تھا اگر دو ماہ اگست و ستمبر بند نہ ہوتا تو اکتوبر ۱۹۱۷ء سے جلد دوم کا آغاز ہو جاتا۔ اب ان دو ماہ کے پرچے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں پورے کیئے اور دوسری جلد کا دوسرا سال ۶۔ دسمبر ۱۹۱۷ء سے انشاء اللہ شروع ہو گا۔ اور یکم دسمبر ۱۹۱۷ء سے خریداران کے نام انعامی کتابیں وصول چندہ اخبار کیلئے دی پی ارسال ہو گئی۔ اسلئے یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ انعامی کتب میں جو کتابوں کا انتخاب کر کے بہت جلد فر فاروق میں اطلاع دیجائے تاکہ وہ کتابیں اخبار کے چندہ میں دی پی کر دی جائیں جو صاحب اپنی طرف سے ہمیں کتابیں انتخاب کر کے اطلاع نہ دینگے انکے نام ہم اپنی تجویز سے جو کتابیں منجانب کتابوں کے سمجھ میں آئیں اخبار کے چندہ کیلئے دی پی کر دینگے۔ جو صاحب یکمشت چندہ سالانہ ادا کرنا چاہیں وہ ایک روپیہ کی کتابیں انتخاب کر بھیجیں۔ جو صاحب ششماہی وار دینا چاہیں وہ ہر کی اور جو چار ماہ کا چندہ ادا کریں وہ ہر کی کتاب کا نام لکھ بھیجیں اور بادل ناخواستہ یہ بھی عرض ہے کہ جن اصحاب کو آئندہ فاروق کی خریداری منظور نہ ہو وہ ایک پیسہ خرچ کر کے ہمیں یکم دسمبر

قبل مطلع فرمادیں تاکہ انکا نام خارج کر کے انکے نام دی پی بھیجا جاوے۔ اگر اطلاع نہ دینے پر دی پی دیا پس کرینگے تو اخلاقی گناہ ہو گا اور ہمارا ناحق محصول اک کا نقصان۔ پس یکم دسمبر ۱۹۱۷ء سے ہر مندرجہ ذیل امور کی اطلاع دفتر فاروق میں آجانے پر حسبِ نحوہ تعمیل ہوگی ورنہ ہم اپنی مرضی سے دی پی اور انعامی کتاب بھیجنے پر مجبور ہونگے۔

(۱) یکمشت سالانہ چندہ دینے والے احباب انعامی کتابوں میں سے ایک روپیہ کی کتابوں کا نام انتخاب کر کے لکھ بھیجیں۔

(۲) ششماہی چندہ ادا کر نیوالے سات اذکی کتابیں انتخاب کر کے لکھ بھیجیں۔

(۳) چار ماہ کا چندہ دینے والے ہر کی کتاب کا نام لکھ بھیجیں۔

(۴) آئندہ خریداری سے دست برداری کر نیوالے عدم خریداری کی اطلاع دیں۔

(۵) جو اصحاب اس وقت دی پی وصول کر نیو تیار نہ ہوں اور اخبار جاری رکھنا چاہیں وہ اطلاع دیں کہ کب انکے نام دی پی کیا جائے۔ اس حالت میں نصف انعام کے وہ مستحق ہونگے یعنی بجائے ایک روپیہ کے ۸ روپے۔

انعامی کتابیں حسبِ ذیل ہیں

علماء خلف لاجواب کتاب۔ ثناء اللہ کے رد میں ۸۔ مذاہق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۲۔ رخت نبوت کی حقیقت ۸۔ تصدیق کلام ربانی بجواب اسلام کے ربانی کی کہانی ۸۔ حضرت۔ مستورات کے پڑھنے کے قابل ۸۔ رشیدی کی اشہی رد آریہ انعامی کتابوں پر دیدک توحید کا آئینہ ۲۔ رازاتہ الشکوک آریوں کے بیس اعتراضوں کے جواب ۲۔ رسالہ گوشت خوری ۲۔ گارگو کی عظمت پر نظر ۲۔ دھرم پال کا کچا چٹھا ۱۔ کلام منہجوم ۱۰۔ تنبیہ زبان دراز ۲۔ رد آریہ ۲۔ ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱۰۔ ہدیہ قاسم نظم ۱۰۔ پیدائش عالم رد آریہ ۳۔ آئینہ حق نما بجواب امامات مرزا ۱۳۔ چودھویں صدی کا یہودی ۲۔ ثنائی ہرزہ درانی ۲۔ شیل یہودی ۲۔ مباحثہ مونگیر ہر سہ حصہ ۲۔ کرشن لیلہ رد آریہ بھاشا نظم ۱۰۔ ضرورت الامام ۲۔ راز باق الباطل مولوی محمد علی امیر پیغام کے جواب میں ۲۔

بعض احباب جیسے کے ایام میں اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کیلئے علیحدہ مکان کی فرمائش کرتے ہیں تمام ایسے احباب یکمشتیں التماس ہر مکان کی قلت کیوجہ سے یہ انتظام ناممکن ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کے گھر نہیں ستورات کیلئے کافی انتظام ہائش کیا گیا ہے۔ اور مردوں کی رہائش کیلئے حرب ستورات شہر کے اندر